از عدالت عظمی

راجیو بھٹیہ وغیرہ

بنام

حکومت این سی ٹی دہلی اور دیگران

9 ستمبر 1999

[جی بی پٹنائک اور یوسی بینرجی، جسٹسز]

آئین ہند – آرٹیکل 226 – ہسب بھیجا – قدرتی ماں کی طرف سے دائر تحریری درخواست جس میں اپنے بچے کی صنعتی عمل لیے استدعا کی گئی تھی جس کے بارے میں اس نے مبینہ تھا کہ اسے اس کے سسرال والے لے گئے تھے – جوابی الزام کہ بچے کو مناسب عمل کے ذریعے سسرالیوں کو گود لینے کے لیے دیا گیا تھا – منعقد: ہسب بھیجا کے لیے درخواست میں، عدالت عالیہ گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ نہیں لے سکتی – اپیل کنندہ ایک ہی معاملے پر ایک ہی وقت میں دو عدالت عالیان کے دائرہ اختیار کی درخواست نہیں کر سکتا – تاہم، چونکہ بچہ فطری ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، اس لیے اسے اس وقت تک تحویل میں رکھا جاتا ہے جب تک کہ گود لینے کا سوال طے نہ ہو جائے۔

ون پی نے اپنی بیٹی کو پیش کرنے کے لیے دہلی عدالت عالیہ کے سامنے ہبیس صنعتی عملپس درخواست دائر کی، جس پر اس نے مبینہ کہ وہ اپنے بہنوئی کی غیر قانونی تحویل میں تھی، جس میں گود لینے کے دستاویز کو چیلنج کیا گیا تھا جس کی بنیاد پر مدعا علیہان نے بچے کو اپنے ساتھ رکھا تھا۔ انہوں نے راجستھان عدالت عالیہ میں بھی ایسی ہی درخواست دائر کی تھی۔ دہلی عدالت عالیہ نے گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ لینے کے بعد، اور یہ معلوم کرتے ہوئے کہ کوئی کمزوری نہیں ہے، تاہم یہ فیصلہ دیا کہ اس سے یہ اعتماد پیدا نہیں ہوتا ہے کہ غلط بیانی کو مسترد نہیں کیا جا سکتا، کہ کوئی رسمی تحفہ نہیں دیا گیا تھا، بچے کی تحویل کو سول کارروائی کا فیصلہ ہونے تک فطری ماں کے ساتھ رہنے کی ہدایت کی۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ نہیں لے سکتی؛ کہ ماں جو پہلے ہی راجستھان عدالت عالیہ میں ہسب بھیجا درخواست دائر کر چکی ہے، دہلی عدالت عالیہ میں ایسی ہی عرضی دائر نہیں کر سکتی؛ کہ فطری ماں ناخواندہ نہیں تھی اور گود لینے کے دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد اب اس پر واپس نہیں جا سکتی۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1: عدالت عالیہ، ہبیس کارپس کے لیے درخواست میں گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ لینے اور پھر بچے کی تحویل کے حوالے سے کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچنے کا حقدار نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ یہ عرضی بچے کی تحویل کے

لیے نہیں بلکہ حسب بھیجا کی عرضی جاری کرنے کے لیے تھی۔[284–اے–بی]

2۔اس نتیجے کے پیش نظر کہ بچہ گود لینے والے والدین سے بات نہیں کرنا چاہتا، یہ عدالت اس وقت تک عدالت عالیہ کی ہدایات میں مداخلت کرنے کی طرف مائل نہیں ہے جب تک کہ گود لینے کے دستاویز کے جواز کے ساتھ ساتھ زیر بحث بچے کی تحویل کے حوالے سے مجاز فورم کا مناسب فیصلہ حاصل نہ ہو جائے۔دہلی عدالت عالیہ کی طرف سے متنازعہ فیصلے میں گود لینے کے رجسٹرڈ دستاویز کی صداقت کے حوالے سے یا بچے کی تحویل کی موزونیت کے حوالے سے کی گئی کوئی بھی رائے زیر التواء کارروائی میں پابند نہیں ہوگی۔[D-E–284]

3۔راجستھان عدالت عالیہ میں ہیبیس کارپس کے لیے درخواست دائر کرنے والی ماں دہلی عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے کی حقدار نہیں تھی۔اس کے علاوہ جس طریقے سے دہلی عدالت عالیہ نے متعلقہ ایس ایچ او کو بچے کو پیش کرنے کی ہدایت جاری کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورا واقعہ اسٹیج چالوں کے ذریعے ہے۔[284–بی–سی]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: وغیرہ کی فوجداری اپیل نمبر 922۔

1999 کے فوجداری ڈبلیو پی نمبر 128 میں دہلی عدالت عالیہ کے 11.3.99 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ڈی این گوبردھن، محترمہ پنکی آنند اور محترمہ گیتا لوتھرا

جواب دہندہ کے لیے محترمہ کامنی جیسوال

دہلی حکومت کے لیے محترمہ سشما سوری کے لیے محترمہ بینو تمٹا

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنائک، جسٹس ۔تاخیر نے خصوصی اجازت کی درخواست دائر کرنے میں معافی مانگی۔

اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کی منظوری کے ذریعے یہ اپیلیں اکانشا نامی ایک نوجوان لڑکی کی فطری ماں کی طرف سے دائر عرضی حاضری ملزم میں دہلی عدالت عالیہ کے دو نفری بنچ کے 11.3.99 کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی جاتی ہیں۔غیر متنازعہ حقائق یہ ہیں کہ پرینکا نے اپریل 1993 میں امیت سے شادی کی تھی۔ان کی شادی سے دو بچیاں اکانشا اور جینتی پیدا ہوئیں۔پرینکا کے شوہر حکومت ہند کے محکمہ کسٹمز میں پریوینٹو آفیسر تھے۔مذکورہ پرینکا نے عرضی حاضری ملزم جاری کرنے کے لیے درخواست دائر کی جس میں الزام لگایا گیا کہ اس کی بیٹی

اکانشا اپنے شوہر کے بڑے بھائی راجیو کی غیر قانونی تحویل میں ہے اور مذکورہ اکانشا کو عدالت میں پیش کیا جانا چاہیے اور اسے بچے کی تحویل دی جانی چاہیے۔ دہلی عدالت عالیہ میں مذکورہ درخواست دائر کرنے سے پہلے، مذکورہ پرینکا نے جے پور میں راجستھان عدالت عالیہ میں عرضی حاضری ملزم میں درخواست دائر کی تھی جس میں باضابطہ طور پر نوٹس جاری کیا گیا تھا اور ریاست راجستھان نے ایک بیان حلفی دائر کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اکانشا اور اس کی چھوٹی بہن جینتی کو فطری والدین نے راجیو اور اس کی بیوی کو گود لینے کے لیے دیا تھا اور گود لینے کے ایک رجسٹرڈ دستاویز پر عمل درآمد کیا گیا ہے اور بچے اپنے گود لینے والے والدین کے ساتھ بمبئی میں رہ رہے ہیں اور اس طرح راجستھان کی عدالت عالیہ کو ہسب بھیجا کی درخواست پر غور کرنے اور اس میں ہدایات جاری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ دہلی عدالت عالیہ میں، پرینکا نے گود لینے کے دستاویز کے جواز کو چیلنج کیا تھا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے اس کے اور اس کے شوہر نے انجام دیا تھا، اس بنیاد پر کہ مذکورہ دستاویزات کو دھوکہ دہی سے انجام دیا گیا تھا اور اپنے شوہر کے گوشوارہ پر، اس نے ان کاغذات پر یہ سوچ کر دستخط کیے ہیں کہ وہ کسی جائیداد سے متعلق ہیں۔ دہلی عدالت عالیہ کے جاری کردہ نوٹس کے مطابق، گود لینے والے والد نے پیش ہوئے اور کارروائی کا مقابلہ کیا، اس بنیاد پر کہ اکانشا کو قدرتی والدین نے ایک رجسٹرڈ گود لینے کے دستاویز پر عمل درآمد کر کے گود لینے میں دیا ہے اور مذکورہ دستاویز کی تاریخ سے، اکانشا گود لینے والے والدین کے ساتھ رہ رہی ہے اور گود لینے والے والدین بچے کی قانونی تحویل میں ہیں اور اس کے نتیجے میں رٹ حاضری ملزم جاری کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ متنازعہ فیصلے کے ذریعے، عدالت عالیہ نے گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ لیا تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا اکانشا کی تحویل فطری ماں کے پاس ہونی چاہیے یا گود لینے والے والدین کے پاس۔ عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی کہ گود لینے کا عمل کسی غیر قانونی عمل سے متاثر نہیں ہے لیکن مذکورہ مبینہ گود لینے سے اعتماد پیدا نہیں ہوتا ہے۔ عدالت عالیہ اس نتیجے پر بھی پہنچی کہ اکانشا کے گود لینے کے دستاویز پر فطری ماں کے دستخط کا امکان دھوکہ دہی اور غلط بیانی کے ذریعے لیا گیا تھا، جیسا کہ مبینہ طور پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ عدالت عالیہ کے مطابق، پہلی نظر میں یہ قابل قبول نہیں ہے کہ نوجوان ماں اپنی تین سال کی بیٹی کو گود دے گی۔ عدالت عالیہ نے رسمی تحفے کی کارکردگی کے سوال پر بھی غور کیا اور فیصلہ دیا کہ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ رسمی تحفہ نہیں کیا گیا ہے۔ بالآخر، عدالت عالیہ نے ہدایت دی کہ بیٹی، اکانشا کی تحویل فطری ماں کے پاس رہے گی جب تک کہ مناسب سول عدالتوں میں مناسب سول کارروائی میں دوسری صورت میں فیصلہ نہ ہو جائے۔ ہیبس کارپس پٹیشن میں دہلی عدالت عالیہ کی یہ ہدایت ہے جس پر ان اپیلوں میں حملہ کیا گیا ہے، ایک گود لینے والے والد کی طرف سے دائر کی گئی ہے، دوسری اکانشا کی طرف سے گود لینے والے والد کے بذریعے دائر کی گئی ہے اور تیسری قدرتی والد کی طرف سے دائر کی گئی ہے۔

محترمہ پنکی آنند کے ساتھ ساتھ مسٹر ڈی این گوبردھن، عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کی مذمت کرنے والے وکیل، دلیل دیتے ہیں کہ ہسب بھیجا کی درخواست میں، عدالت عالیہ گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ لینے اور محض قیاس آرائیوں اور قیاس آرائیوں پر اپنے نتیجے پر پہنچنے کا حقدار نہیں تھا یہاں تک کہ ہندو ایڈاپشن اینڈ میںٹیننس ایکٹ کی دفعہ 16 کے تحت دستیاب رجسٹرڈ گود لینے کے دستاویز کے قانونی مفروضے کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ ان کے مطابق، قدرتی ماں نے راجستھان عدالت عالیہ میں ہسب بھیجا کے لیے درخواست دائر کی تھی، وہ دہلی عدالت عالیہ میں علیحدہ درخواست دائر کرنے کی حقدار نہیں تھی جو کہ فورم کو پریشان کرنے کے مترادف ہے اور دہلی عدالت عالیہ نے مذکورہ درخواست پر غور کرنے اور متنازعہ ہدایت منظور کرنے میں بڑی غلطی کی۔ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کے مطابق، فطری ماں ناخواندہ خاتون نہیں ہے اور گود لینے کے دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد اس کے مندرجات کو جان کر فضول الزامات لگا کر اس سے باہر نکلنے کا حقدار نہیں ہے۔

دوسری طرف فطری ماں کی طرف سے پیش ہونے والی ماہر وکیل محترمہ کامنی جیسوال کا کہنا ہے کہ جن حالات میں ماں اپنے بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داریوں اور فرائض سے محروم تھی وہ عام ضمیر کو دھچکا دیتا ہے اور ان حالات میں عدالت عالیہ نے متنازعہ ہدایت جاری کرنا جائز قرار دیا۔

حریف کی عرضیوں کی درستگی کا جائزہ لینے سے پہلے، ہم ایک حقیقت بتانا چاہیں گے کہ لگائے گئے الزامات اور جوابی الزامات کے پیش نظر، ہم نے فطری ماں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ بچے کے خیالات کا پتہ لگانے کے لیے اپنے چیمبر میں بچے کو پیش کرے اور مذکورہ ہدایت کے مطابق ؛ بچے کو ہمارے چیمبر میں پیش کیا گیا تھا۔ اگرچہ بچہ کافی چھوٹا ہے اور اس لیے کوئی مثبت رائے ظاہر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے، لیکن اس سے پوچھ گچھ کرنے پر ہمیں یہ تاثر ملا ہے کہ بچہ اپنی فطری ماں کے ساتھ رہنا چاہے گا اور مبینہ طور پر گود لینے والے والدین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے چیمبر میں بھی جب گود لینے والے والدین بات کرنا چاہتے تھے تو بچہ رونے لگا اور ان سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ مسٹر ڈی این گوبردھن نے زور دے کر کہا کہ یہ ٹیوشن کا نتیجہ ہے لیکن ہم اس بیان کو قبول کرنے پر راضی نہیں ہیں۔ ہم فطری ماں، گود لینے والے والدین اور وکلاء کی عدم موجودگی میں بچے سے سوالات پوچھ کر جمع کر سکتے ہیں کہ اکانشا کی فطری جبلت فطری ماں کے ساتھ جاری رکھنا ہے۔

ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ دہلی عدالت عالیہ ہیبس کارپس کی درخواست میں گود لینے کے دستاویز کی قانونی حیثیت کا جائزہ لینے کی حقدار نہیں تھی اور پھر بچے کی تحویل کے حوالے سے کسی نہ کسی طرح اس نتیجے پر پہنچی۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ یہ عرضی درخواست حاضری ملزم جاری کرنے کے لیے تھی نہ کہ بچے کی تحویل کے لیے۔ پھر ایک بار پھر، مسٹر ڈی این گوبردھن اور محترمہ پنکی آنند کو ان کی عرضیوں میں جائز قرار دیا گیا کہ راجستھان عدالت عالیہ میں ہسب بھیجا کے لیے درخواست دائر کرنے والی ماں دہلی عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے کی حقدار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جس انداز میں دہلی عدالت عالیہ نے لاجپت نگر پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او کو بچے کو پیش کرنے کی ہدایت جاری کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورا واقعہ اسٹیج چالوں کے ذریعے ہے۔ اس لیے ہم اپیل گزاروں کے لیے فاضل وکیل کی عرضیوں میں کافی طاقت پاتے ہیں۔ لیکن نوجوان اکانشا کے خیالات کا پتہ لگانے کا موقع ملنے کے بعد، جیسا کہ پہلے ہی کہا گیا ہے، میں اور ہمارے اس نتیجے کے پیش نظر کہ بچہ گود لینے والے والدین سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا، ہم دہلی عدالت عالیہ کی اس ہدایت میں مداخلت کرنے کے لیے مائل نہیں ہیں جس میں اکانشا کو فطری ماں کی تحویل کی اجازت دی گئی ہے جب تک کہ گود لینے کے دستاویز کے جواز کے ساتھ ساتھ زیر بحث بچے کی تحویل کے حوالے سے مجاز فورم کا مناسب فیصلہ حاصل نہ ہو جائے۔ اس کے مطابق ہم ان اپیلوں کو مسترد کرتے ہیں۔ تاہم، ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ دہلی عدالت عالیہ کی طرف سے اپنانے کے رجسٹرڈ دستاویز کی صداقت یا اکانشا کی تحویل کی موزونیت کے حوالے سے متنازعہ فیصلے میں کیا گیا کوئی بھی مشاہدہ زیر التواء کارروائی میں پابند نہیں ہوگا۔

آئی۔ایم۔اے

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this
document